ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

تنویر اعظم
پی ایچ۔ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر اِفضال احمد انور (نگرانِ کار)
سابق صدر شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی فیصل آباد

عصری نعت میں اصلاح طلب مباحث: تنقیدی مطالعہ

Tanveer Azam
Ph. D Scholar, Department of Urdu, Allama Iqbal Open University Islamabad.
Professor Doctor Ifzal Ahmad Anwar (Supervisor)
Ex. Head of Urdu Department, Govt. College University Faisal Abad

Reformable Debates in Modern Naat: A Critical Study

Literally, Naat recitation falls into the category of praise. After Allah Almighty the Holy Prophet (PBUH) is worthy of all praise. It is such an astonishment that the pen, inspite of all its flight, expression, all its ambiguities and all its exaltations, seems incapable of fulfilling its right. How can there be arrogance and pride where the right of praise is no paid? Praise and lyricism are due to a mixture of exaggeration, while in the court of the Prophet (Peace and blessings of Allah be upon Him) there is no room for flattering style, exaggerated manner of praise and educational self expression. The limits of praise are defined in Islamic teachings. In Naat, truthfulness is not only necessary but also obligatory, because it is mentioned by Allah Almighty. Care must be taken for the Naat reciter that it is not only a question of keeping in view the requirements of genre of speech, but also a question of the integrity of faith. Scholars set the boundaries of each genre of speech, but the rules of Naat are set with reference of the Creator, so the praiser should be careful and thankful. Despite precautions, there are aspects left in Urdu Naat in which there is still room for improvement. With this in mind, this article

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

identifies the aspects that need to be reformed and also points out some ways to improve them. Hopefully this can lead to improvement.

Keywords: *Urdu Naat, Precautions, Creator, Self Expression, identifies.*

نعت اردو شاعری کی ایسی مقبول صنف ہے جس پر طبع آزمائی کرنا ہر شاعر باعث سعادت سمجھتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس صنف شاعری میں جدّت و ندرت پیدا کرنا ممکن نہیں ہو پاتا، یہی وجہ ہے کہ نعت کی لفظیات کی کائنات بھی بہت وسیع نہیں ہے۔ عام شاعری میں شاعر اپنے تخیل کی پرواز سے مبالغہ آرائی کی تمام حدود سے بھی تجاوز کر سکتا ہے۔ مگر صنفِ نعت میں اس طرح کے مواقع بالکل ہی نہیں ملتے کیوں کہ یہاں شریعت کی حدود متعین ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ مذہب میں عقل محض اور جذباتیت کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے اس لیے نعت گو شعرا کو سنبھل سنبھل کر قدم آگے بڑھانا پڑتا ہے۔ اس لیے ان سے بے ساختگی میں کوئی ایسا شعر سرزد ہو بھی جائے جو شعریت کے اعتبار سے بہت ہی عمدہ، اعلیٰ اور خوب صورت ہو، مگر شریعت کے اعتبار سے درست نہ ہو تو اسے حذف کرنا پڑتا ہے۔ نعت گوئی کے لیے احتیاط لازم ہے کیوں کہ یہ ایسی بارگاہ میں حاضری ہے، جس میں فرشتے بھی ادب و احترام سے پیش ہوتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا ہر مسلمان کا جزوِ ایمان ہے۔ چوں کہ نعت بھی درود و سلام کے ضمن میں آتی ہے، اس لیے نعت کہنے اور پڑھنے کے بھی وہی تقاضے ہیں جو درود و سلام کے ہیں۔ نعت ایک صنفِ شاعری ہیں، لہٰذا اس پر بھی اسی صنف کے اصول و قوانین لاگو ہوتے ہیں۔ اردو ادب میں نعت کے لیے شاعری کی جن اصناف کا استعمال کیا گیا ہے، ان میں قصیدہ، مثنوی، غزل، پابند نظم، آزاد نظم اور ہائیکو اہمیت کی حامل ہیں۔ ان تمام ہیئتوں کا اپنا اپنا فکری و فنی نظام ہوتا ہے۔ فنی لحاظ سے تو ان کے لیے عروض کی پابندی لازمی ہے۔ اگر یہ عروض کی پابند نہیں ہوں گی تو ان کو بے وزن اور غیر معیاری سمجھ کر رد کر دیا جائے گا۔ اگر نعت کے لیے ان کا استعمال کیا جائے تو فنی و فکری لحاظ سے ان کا شمار مروجہ ادب میں ہونا چاہیے۔

صنفِ ادب کی حیثیت سے نعت کی اصلاح کے لیے اس کو نقدِ شعر کی کسوٹی پر پرکھنا ضروری ہے۔ نعت کو تقدیسی ادب سمجھتے ہوئے اس کو تنقید سے بالاتر خیال کرنا اور صنفِ سخن کے لحاظ سے بے جا تنقید کا نشانہ بنانا کسی طرح بھی اس سے انصاف نہیں ہوگا۔ نعت چوں کہ اسلامی ادب کی نمائندگی کرتی ہے، لہٰذا اس کی فکرِ تنقید کے لیے شریعت سے اصول اخذ کیے جانے درکار ہیں۔ اس کو مغربی تنقیدی نظریات کے مطابق پرکھنے اور جانچنے سے تنقیدِ نعت کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ ادب کی تنقید کے لیے مشرقی اور مغربی اندازِ فکر ہمیشہ سے کار فرما رہے ہیں اور ان کی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

پیروی میں مختلف تنقیدی دبستان وجود میں آ گئے ہیں۔ ان تنقیدی دبستانوں کے فروغ کے لیے مختلف اہلِ علم حضرات نے کئی کتابیں رقم کی ہیں اور اپنے نظریے کا دفاع کیا ہے۔ تنقید کے ان نظریات سے ہٹ کر نعت کے لیے جو تنقیدی معیار قائم کیا گیا ہے، اس کو "معنوی تنقید" کا نام دیا گیا جو کہ ان تمام نظریات سے مختلف ہے۔ اس کے بارے میں رشید وارثی کچھ اس طرح سے اپنا نکتہ نظر بیان کرتے ہیں۔

> "اگر یہ جائزہ لیا جائے کہ تنقید نے اب تک جو اشکال و جہات اختیار کی ہیں، کیا یہ صورتیں نعتیہ ادب و تنقید کے لیے ارفع و اعلیٰ تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت و صلاحیت رکھتی ہے؟ تو بجا طور پر ہمارا جواب نفی میں ہو گا۔ چناں چہ ان مقاصدِ حسنیٰ کے حصول کے لیے ہمیں اس آفاقی مکتبہ تنقید کی بازیافت کرنا ہو گی۔ جس کی جانب خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقولو اراعنا و قولو انظرنا (البقرۃ:۱۰۴) کا حکم دے کر ذاتِ رسالت مآب ﷺ کے حضور عرضِ مدعا کرنے کا ادب سکھایا ہے اور خود پیغمبرِ خدا نے اپنے صحابہ کرامؓ کے بعض نعتیہ اشعار میں کسی معنوی غلطی یا سقم کی نشان دہی اور اصلاح فرما کر اہلِ ایمان کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اسی مکتبہ تنقید کو ہم "معنوی تنقید" کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔" (۱)

نعت کے لیے اولین ترجیح فنی لحاظ سے صنفِ شاعری کا اصول و قواعد کے تابع ہونا ضروری ہے۔ اگر نعت میں اس چیز کا خیال نہ رکھا جائے تو بے وزن شاعری کا احساس اچھے خیال اور فکر کی رعنائی کو بھی گہنا دیتا ہے اور ایسی نعت کو صنفِ شاعری کی کسوٹی پر بھی پرکھا نہیں جا سکتا۔ جس صنفِ شاعری میں نعت لکھی جاتی ہے، اس کے فکری تقاضوں کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا جانا چاہیے کیوں کہ ہر صنف کے لفظیات سے لے کر فکر و خیال تک کا اپنا ایک الگ نظام ہوتا ہے جس کے تحت اس کی پہچان ممکن ہو سکتی ہے۔ اگر اس کے لیے وضع کردہ نظام سے انحراف ہو جائے تو اس کے فکر و خیال کی دنیا بکھر کر رہ جائے گی۔ جیسے کہ غزل میں ایک تسلسل سے کوئی واقعہ بیان نہیں کیا جا سکتا اور نظم میں مختلف خیالات کو ہر شعر میں بیان نہیں کیا جا سکتا اور وارداتِ قلب کو بیان کرنے کے لیے بھی نظم کا سانچہ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ چوں کہ نعت ایک صنفِ شاعری سے بڑھ کر شاعری کا ایک موضوع ہے۔ اس لیے اس کے لیے کسی بھی صنفِ شاعری کا استعمال ممکن ہو سکتا ہے اور اس کے لیے استعمال کی جانے والی کسی بھی ہیئت پر اعتراض

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

نہیں کیا جا سکتا۔ نعت کا موضوع حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے اور اس میں فکر و خیال کا ایک تقدیسی نظام از حد ضروری ہے، جس کے تحت نعت گو شعرا اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتے ہیں۔

اردو ادب کے اکثر شعرا غزل گوئی سے نعت کے میدان میں قدم رکھتے ہیں۔ وہ غزل میں محبوبانِ مجازی کی تعریف و توصیف میں مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں اور ان کی شاعری میں جنس و ہوس کے مضامین رچ بس گئے ہوتے ہیں۔ یہی شعرا جب نعت کی طرف آتے ہیں تو ان کے ذہن کی فضا میں وہی غزلیہ موضوعات، اسلوب اور مضامین نعت کے پیکر میں ڈھلتے ہیں۔

اس طرح کے شعرا کے کلام میں سے اگر حضور نبی کریم ﷺ کے نام نامی کو الگ کر دیا جائے تو ان کے اشعار میں غزل کی جھلک نظر آئے گی۔ نعت کے اشعار میں رنگِ تغزل پر اعتراض نہیں ہے بلکہ نعت کے لیے شعریت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ نعت میں شامل ہونے والے جذبہ و خیال میں طہارت کا پہلو بہر حال بہت ضروری ہے۔ نعت کہتے ہوئے جذبات کے والہانہ پن میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے کا خدشہ ہوتا ہے، لیکن یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ عشقِ رسول ﷺ کے غلبے کے باوجود بے خودی کی کیفیت طاری نہیں ہونی چاہیے جس سے لغزش کا گمان ہو سکتا ہے۔

کوئی شعر فکری و فنی اعتبار سے اس وقت اعلیٰ و ارفع ہو سکتا ہے، جب اس میں شعریت اور فکر و فن کے تمام پہلوؤں کو مدِ نظر رکھا گیا ہو۔ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کے زمرے میں آنے والا ہر شعر فکر و فن کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا چاہیے۔ ایک اچھی غزل کہنے والا شاعر ایک اچھا نعت گو اس وقت ہو سکتا ہے، جب اس کے نعت کے شعر میں رنگِ تغزل کے ساتھ جذبہ و خیال شریعت کے مطابق ہو اور وہ نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ کو بہ خوبی جانتا ہو۔ محبتِ رسول ﷺ کی شمع تو ہر صاحبِ ایمان کے دل میں ضرور روشن ہوتی ہے اور اس محبت کو الفاظ کے پیکر میں ڈھالنے کے لیے شاعر کا فکر و فن تو بہر حال ضروری ہے، لیکن اس کے ساتھ اگر شریعت سے آگاہی ہو تو نعتِ رسولِ مقبول ﷺ مقبولِ بارگاہ ہو جائے۔ شاعرِ نعت کی قادر الکلامی اس کے کسی کام نہیں آ سکتی، اگر حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل، اسوۂ حسنہ اور ذاتِ اقدس سے متعلقہ دیگر علوم سے واقفیت نہیں ہے۔ ہمارے ہاں یہ عام گمان ہے کہ حضور ﷺ کی رضا کے بغیر "نعت" لکھی نہیں جا سکتی، حالاں کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام میں سے حضرت حسان بن ثابتؓ کی نعت کو شرفِ پسندیدگی بخشا۔ نعت کے حوالے سے اس طرح کے بے اصل خیالات نعت

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

جیسی لطیف صنفِ سخن کے لیے زیبا نہیں ہیں۔ نعت تو خالص محبتِ رسول ﷺ کی جھلک کا نام ہے۔ ادیب رائے پوری اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

> "اگر محبتِ رسول ﷺ ازلی اور ابدی ہے تو نعتِ رسول ﷺ بھی ازلی اور ابدی ہے، اگر محبتِ رسول ﷺ مقصودِ حیات ہے تو نعت بھی مقصودِ حیات ہے، اگر دل میں محبتِ رسول ﷺ کا ہونا ایمان کی شرط ہے تو نعتِ رسول ﷺ کا زبان پر ہونا بھی ایمان کی دلیل ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں اور شریعتِ محمدیہ ﷺ کی نگاہ میں افضل ترین ہے، متبرک ہے، اخوت کا حامل ہے، محبت کا مظہر ہے، ایمان کی دلیل ہے، عرفان کی منزل ہے، یہ میرا جوشِ تحریر نہیں، روزِ روشن کی طرح قولِ مدلل ہے۔" (۲)

نعت کے میدان میں جذبہ وخیال کی پاکیزگی کے ساتھ شاعر کا لب ولہجہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ادب پہلا قرینہ ہے۔ قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر حضور اکرم ﷺ کی توقیر وتعظیم کا حکم دیا گیا ہے۔ سورہ توبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> "آپ ﷺ فرما دیجیے، اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں گھاٹے کا تم اندیشہ کرتے ہو اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو، تمھیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) لے آئے اور اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت نہیں دیتا جو نافرمان ہے۔" (۳)

اسی طرح سورہ حجرات میں بھی اہلِ ایمان کو حضور اکرم ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لٰہذا نعت گوئی میں شریعت کی پاسداری لازمی امر ہے۔ قرآنِ حکیم کی رہنمائی اور شریعت کی پابندی پر عمل کے بغیر نعت گوئی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم ﷺ سے محبت وعقیدت کے اظہار کے لیے صداقت اور اصلیت لازمی ہیں، مبالغہ آرائی، غلو اور لفاظی کی ہرگز اجازت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے افضل ترین ہستیاں انبیا و رسل ہیں۔ ان سے کسی قسم کی لغزش و خطا کا سرزد ہونا خارج از امکان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے منتخب اور محبوب ترین بندے ہوتے ہیں اور ان کی عزت و توقیر تمام

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

انسانوں پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضائل و کمالات اور معجزات کی بنا پر بعض کو بعض پر فضلیت بخشی ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان انبیا کے درمیان تفریق کرنے سے منع فرمایا ہے یعنی ہمارے لیے ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ تمام انبیا کی نبوت اپنے مخصوص وقت، مخصوص قوم اور مخصوص علاقے تک محدود رہی اور اس کے بر عکس ہمارے پیارے رسول ﷺ کی رسالت آفاقی ہے۔ آپ ﷺ پوری کائنات کے رسول ہیں، بلکہ تمام انبیا کے بھی رسول اور امام ہیں۔ دوسرے انبیاؑ کا حضور نبی کریم ﷺ سے موازنہ کرنا اور ان کی شان کو گھٹا کر بیان کرنا بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے۔ بعض شعرا کے ہاں نعت میں آپ ﷺ کی تعریف و توصیف کے ساتھ سابقہ انبیا کے لیے ایسے الفاظ بیان ہوئے ہیں، جن سے ان کی بے ادبی کا شائبہ ہوتا ہے، اس حوالے سے ایک شعر ملاحظہ کریں:

حسن یوسفؑ بھی ان کی غلامی میں ہے　　　تم نے دیکھا زلیخا، ہمارا نبیؐ (۴)

اس شعر میں شاعر نے حضرت یوسفؑ کے حسن کو حضور ﷺ کی غلامی کا سبب گردانا ہے اور دوسرے مصرع میں حضور ﷺ سے موازنہ کیا گیا ہے۔ اس طرح موازنہ کرنا اور دوسرے انبیا کی شان کو گھٹا کر بیان کرنا تحقیر کے زمرے میں آتا ہے اور اس طرح کے اشعار کو نعت کا حصہ نہیں بنایا جاسکتا۔

چیونٹی بھی ترے عدل سے ہم شانِ سلیمانؑ　　　تنکا بھی ترے فضل سے اک کوہِ گراں ہے (۵)

اس شعر میں بھی شاعر نے چیونٹی کو حضرت سلیمانؑ کا ہم پلہ قرار دے کر قرآنی آیات کی تکذیب کا ارتکاب کیا ہے کیوں کہ انبیائے کرام تمام مخلوقات سے افضل ہوتے ہیں۔

اسی طرح کی ایک مثال علامہ محمد اقبال کے ایک شعر میں بھی پیش کی جاسکتی ہے جو انھوں نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی منقبت میں شامل کیا ہے:

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی　　　مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

محولہ بالا شعر میں ایک ولی کو مرتبہ میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت خضرؑ سے افضل گردانا گیا ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اس حوالے سے حلیم حاذق اپنی کتاب "اصولِ نعت گوئی" میں ایک واقعہ نقل یوں نقل کرتے ہیں:

"ایک بار ایک صاحب نے فاضل بریلوی امام احمد رضا کی خدمت میں حاضر ہو کر نعتیہ اشعار سنانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ میں حسن میاں یا حضرت کافی مراد آبادی کے

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کلام سنتا ہوں، اس لیے کہ ان کا کلام میزانِ شریعت پر تُلا ہوتا ہے۔ پھر خیالِ خاطرِ احباب کے پیشِ نظر شاعر موصوف کو اجازت مرحمت فرمائی، ان کے کلام میں ایک مصرع تھا۔

شانِ یوسفؑ جو گھٹی ہے تو اسی در سے گھٹی آپ نے فوراً شاعرِ موصوف کو روک دیا اور فرمایا حضور ﷺ کسی نبی کی شان گھٹانے کے لیے تشریف نہیں لائے بلکہ انبیا و مرسلین کی عظمت و بزرگی میں چار چاند لگانے کے لیے تشریف لائے اور مصرع یوں بدل دیا۔

شانِ یوسفؑ جو بڑھی ہے تو اسی در سے بڑھی" (۶)

ان مثالوں کے علاوہ اردو ادب میں نعت میں ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں اور شعرائے نعت کے ہاں اس طرح کے رویے موجود ہیں جو کہ قابلِ تعزیر اور لائقِ مواخذہ ہیں۔ اس طرح کی مثالوں کو پیشِ نظر رکھ کر نئی نسل کے شعرا کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے تا کہ نعتیہ ادب اس طرح کی فضول گوئی اور بد عقیدگیوں سے پاک ہو سکے۔

بعض شعرا کے ہاں حضور نبی کریم ﷺ کی نعت میں افراط و تفریط کے پہلو بھی نظر آجاتے ہیں۔ کبھی تو ایسا انداز اختیار کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے جیسا بشر خیال کیا جاتا ہے اور بعض دفعہ مبالغہ کی غرض سے آپ ﷺ کی شانِ اقدس کے کچھ خصائص کو شانِ کبریائی میں تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اختیارات سے حضور نبی کریم ﷺ کو متصف کرنا بھی نعت میں بے احتیاطی کا ایک عام پہلو ہے۔ اس کی مثال احمد اور احد میں حرف "م" کے فرق کا بیان اردو نعت میں موجود ہے۔ اسلامی تعلیمات کے منافی خیالات کا اردو نعت میں داخل ہونا شعرا کی تقلیدی فکر کا نتیجہ ہے۔ ایک دفعہ جو مضمون نعت میں باندھا گیا ہو تو اس کی تقلید میں کئی اور شعرا بھی اسی مضمون کا اعادہ کرتے ہیں، جس سے ایسے مضامین نعتیہ ادب کا مستقل موضوع بن جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اس کا بڑا سبب نعتیہ ادب میں تنقیدی رجحان کا فقدان ہے۔ نعت میں شامل ہونے والے ایسے مضامین قرآن و سنت کے منافی ہیں۔ کیا ایسے خیالات و افکار حضور نبی کریم ﷺ کو گوارا ہو سکتے ہیں۔ اس طرح کے خیالات کا نعت میں در آنا نہ صرف شریعت کے خلاف ہے بلکہ اس سے اجر و ثواب کی بجائے اعمال ضائع ہونے کا خدشہ لاحق ہو سکتا ہے۔ لہٰذا شعرائے نعت کو ایسے خیالات و مبالغہ آرائی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ عطا کو ایک شاعر نے کس طرح گھٹا کر بیان کرنے کی جسارت کی ہے، ملاحظہ کریں:

تیری عطاؤں کی قسم تیری اداؤں کی قسم　　　تجھ سے جو کچھ نہ مل سکا تیرے نبیؑ سے مل گیا(۷)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اس شعر میں دوسرا مصرعہ اللہ تعالیٰ کی شانِ قدرت کی تنقیص ہے۔ عطا کرنے والی وہ ایک ہی ذات ہے، اس کی نفی کرنا اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ ایک حدیثِ مبارکہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں"۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی شانِ عطا کا ادراک ہوتا ہے۔

اردو نعت میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے استعمال ہونے والے ضمائر کے اعتبار سے دو طبقہ فکر وجود میں آ گئے ہیں۔ اس حوالے سے نعت رنگ میں کئی ایک مباحث زیرِ بحث آ چکے ہیں۔ ایک طبقہ فکر اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے اسمِ مبارک کی جگہ پر جو ضمائر استعمال کیے جائیں، ان میں تعظیم کی جھلک نمایاں ہو اور ادب و احترام کے معانی اس کے اندر سموئے ہوئے ہوں، جیسے کہ "آپ" اور "ان" وغیرہ۔ دوسرا طبقہ بھی اس بات کی نفی نہیں کرتا اور اس بات کو ایک اور پیرائے میں بیان کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کے تخاطب کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال بھی جائز ہونا چاہیے، جن میں ضمیر واحد حاضر اور ضمیر واحد غائب جیسے کہ "تو"، "تم" اور "وہ"، "اُس" شامل ہیں۔ عربی، فارسی اور انگلش زبانوں میں ان ضمائر کے لیے دونوں طرح سے ایک جیسے الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ اردو نثر پر غور کیا جائے تو اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے "آپ" کے لفظ کے استعمال کی کوشش کی گئی ہے۔ شاعری میں اوزان و عروض کے تقاضے کے پیشِ نظر جو ضمائر استعمال کیے جائیں وہ قابلِ قبول ہوں، کیوں کہ کوئی صاحبِ ایمان خاص طور پر نعت لکھتے ہوئے آپ ﷺ کی عزت و تکریم کے منافی اظہار کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

حضور ﷺ کی ذات کے لیے جن ضمائر کا استعمال ہوتا ہے، ان میں ضمیر حاضر اور ضمیر غائب نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔ ضمیر حاضر میں "آپ"، "تم" اور "تو" جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں میں ان الفاظ کے متبادل الفاظ ایک جیسے ہی ہیں جو بلا لحاظ ادب استعمال ہوتے ہیں۔ اردو ہی ایک ایسی زبان ہے، جس میں "آپ" جیسی ضمیر ادب کے ضمن میں استعمال ہوتی ہے۔ اردو کے علاوہ دوسری زبانوں کو سامنے رکھتے ہوئے "تم" اور "تو" کے الفاظ بھی تکریم کے منافی نہیں ہیں۔ جو نقادانِ ادب ان کے استعمال کو جائز گردانتے ہیں، ان سے میرا ایک سوال ہے کہ جب وہ خود نعت لکھتے ہیں تو کیا وہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کے تخاطب کے لیے "آپ" کا لفظ ہی استعمال کرتے ہیں یا کہ باقی ضمائر کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ نعتیہ ادب میں اردو کے حوالے سے ان تینوں ضمائر کا استعمال اس بات کی غماضی کرتا ہے کہ ان کے استعمال میں تحقیر کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اس کے برعکس ضمیر غائب کے لیے "آپ"، "ان"، "اُس" وغیرہ کے ضمائر کا استعمال بھی اردو نعتیہ ادب میں رہا ہے اور اس کے لیے بھی کوئی ممانعت نہیں ہونی چاہیے۔

حضور رسالت ماب ﷺ نے ایک ایسے ماحول میں کتاب اللہ کی آیات پڑھ کو لوگوں کو سنائیں، جس میں عرب ہر غیر عرب کو گونگا سمجھتے تھے اور ان کو اپنی زبان دانی پر ناز تھا، تو قرآنِ پاک کی فصاحت و بلاغت کے سامنے وہ خود اپنے آپ کو گونگا محسوس کرنے لگے۔ اس معاشرے میں آپ ﷺ کی مدح و توصیف کے لیے معیارِ کمال کا دامن ہاتھ سے کس طرح چھوٹ سکتا تھا اور زبان کی صحت اور اسلوبِ بیان کی متانت کتنی اہمیت کی حامل ہیں۔ آپ ﷺ کی نعت کے لیے اعلیٰ و ارفع مضامین کا استعمال عربی ادب سے ہوتا ہوا فارسی اور اردو کے دامن میں روشنی بھر گیا۔ جس طرح نعت عربی ادب تک محدود نہیں رہی، اسی طرح اس کا تمام لفظی نظام بھی فارسی ادب سے ہوتا ہوا اردو ادب میں بھی راہ پا گیا ہے۔ ڈاکٹر عزیز احسن اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

> "نعتِ نبی ﷺ تو ہر زبان، ہر لہجے اور ہر اسلوب میں لکھی جاتی رہی ہے اور لکھی جاتی رہے گی، تاہم جو شعرا نعت نگاری کو اپنا وظیفہ بنائیں، ان کے لیے ضروری ہے کہ زبان کی صحت، بیان کی متانت، واقعات کی سند اور سیرت و شمائلِ رسول ﷺ کی عظمت کا خیال رکھتے ہوئے نعت لکھیں۔ اس طرح کہ زبان کے مروجہ اور معروف اصولوں سے انحراف بھی نہ ہو اور شعریت کا خون بھی نہ ہو۔" (۸)

ادبی لحاظ سے نعت گوئی اگرچہ مدح سرائی اور قصیدہ نگاری کے زمرے میں آتی ہے، لیکن اس کو مدح و ستائش کی قباحتوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ہر تعریف کے لائق ہیں، یہاں تو مدحت کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ایسا آستاں ہے جس کے حضور قلم اپنی تمام تر اڑانوں، اظہار اپنی تمام رعنائیوں اور خیال اپنی تمام رفعتوں کے باوجود حقِ مدحت ادا کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ جہاں حقِ مدحت ادا ہی نہ ہو رہا ہو وہاں کبر و ناز کا گزر کیسے ہو سکتا ہے؟ مدح سرائی اور قصیدہ نگاری مبالغے کی آمیزش کے مرہونِ منت ہیں، جب کہ دربارِ رسالت ﷺ میں خوشامدانہ اندازِ بیان، مبالغہ آمیز طریقِ مدحت، اور تعلیانہ خود نمائیوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلامی تعلیمات میں مدح کے حدود متعین ہیں، یہ موافق واقعہ، غلو سے پاک اور خوب صورت الفاظ کا مجموعہ ہے۔ نعت میں صداقت شعاری ضروری ہی نہیں بلکہ فرض ہے، کیوں کہ یہ تذکرہ سب سے بڑے صادق کا ہے۔ نعت گو کے لیے احتیاط لازم ہے کہ یہاں صرف ایک صنفِ سخن کے تقاضوں کے ملحوظ رکھنے کا

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ہی مسئلہ نہیں، ایمان کی سالمیت کا سوال بھی ہے۔ ہر صنفِ سخن کے حدود علمائے لغت و شعر مرتب کرتے ہیں مگر نعت کے ضابطے خالق کے حوالے سے ترتیب پاتے ہیں، اس لیے مدح نگار کو محتاط اور سراپا سپاس بھی ہونا چاہیے۔

عاصی کرنالی اس حوالے یوں رقم طراز ہیں:

"حضور ﷺ کی شخصیتِ عظمیٰ کی بلند ترین منزلوں اور ارفع منزلتوں کا اقتضا ہے کہ ہم جب آپ ﷺ کی نعت کہنے کی جسارت کریں تو ہمیں ادب و احتیاط کی تمام امکانی حدود کے دائرے میں رہنا چاہیے اور بر بنائے بے احتیاطی کوئی ایسی بات ہماری زبان یا قلم سے نہیں نکلنی چاہیے جس کی ادائی میں دامانِ حرمت پر ہماری گرفت کمزور دکھائی دے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سے کوئی لرزش یا لغزش ہو جائے اور ہم ضبطِ اعمال میں مبتلا ہو جائیں۔" [۹]

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو اللہ تعالیٰ نے علوم و معارف کے تمام خزانوں سے اپنی منشا کے مطابق نوازا ہے اور علم کے بے پایاں سمندر میں سے بے شمار علوم عطا کیے ہیں۔ تاہم حضور ﷺ کے علوم عطائے الٰہی ہیں اور اس کے علاوہ آپ ﷺ تمام تر علوم کے حامل نہیں۔ بعض اوقات نعت میں اس باریک نکتے کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا جاتا اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرح عالمِ غیب و شہود قرار دیا جاتا ہے جو کہ نعتِ نبی ﷺ کے صریحاً منافی ہے۔ نعت میں شامل اس طرح کے اشعار سے نہ صرف نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کا پہلو نکلتا ہے بلکہ شاعر شرک جیسے گناہِ کبیرہ کا بھی مرتکب ہو رہا ہوتا ہے۔ نعت گو شعرا کو اس طرح کی نازک خیالیوں سے آگاہ ہونا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی سنت ادا کرتے ہوئے اپنے اعمال ضائع نہ کر دے۔ اردو نعت میں بعض ایسے اشعار بھی نظروں سے گزرے ہیں، جن میں شاعر جذبات سے مغلوب ہو کر ایسے الفاظ ادا کر جاتا ہے، جو سراسر نعت گوئی کے منافی ہوتے ہیں۔ جذبات کے والہانہ پن میں سرشاری کی ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ درِ رسول ﷺ پر حاضری کی بجائے سجدہ گزاری کا مضمون اشعار میں آجاتا ہے جو کہ توحید پرستی کے منافی ہے۔ آپ ﷺ کے درِ اقدس پر جبینِ عقیدت تو خم کی جا سکتی ہے، لیکن یہ سجدے کا قائم مقام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نعت کہتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکرِ جمیل ہو، یا دیارِ حبیب کی حاضری و حضوری کا بیان ہو، ادب، احتیاط، ہوش مندی کے ساتھ اس جادۂ نازک سے گزرنا چاہیے۔

اس شہر میں ہاتھوں سے نکل جاتی ہیں صدیاں
اک لمحہ گزر جائے اگر بے خبری کا (عاصی کرنالی)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

بعض شعرا نعت گوئی میں عجز و انکساری کے ضمن میں اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ وہ اپنے لیے "سگِ کوئے مدینہ" کی اصطلاح استعمال کرنے سے بھی نہیں شرماتے۔ اول تو انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کو ایک نجس جانور سے تشبیہ دینا اچھا عمل نہیں ہے، دوم نعت جیسی مقدس صنفِ سخن میں کتے کا ذکر کرنا بھی ایک قبیح فعل ہے۔ عجز و انکساری سے کسی کو انکار نہیں لیکن نعت میں اس طرح کی اصطلاحات کے استعمال کی اجازت نہ تو ادبی حوالے سے مناسب ہے اور نہ ہی دینی لحاظ سے۔

بعض شعرا کے ہاں ایسے مضامین بھی ملتے ہیں، جن میں شاعر اپنی تمناؤں کا تذکرہ ایسے کرتے ہیں کہ اگر وہ آپ ﷺ کے دور میں ہوتے تو آپ ﷺ کا ساتھ دیتے، اگر میرا گھر حضرت ابو ایوب انصاری کا گھر ہوتا تو آپ ﷺ کی اونٹنی میرے گھر آکر ٹھہرتی۔ یہ مضامین و خیالات شاعری میں تو بہت خوب صورت انداز لیے ہوئے ہیں، لیکن اگر باریک بینی سے دیکھا جائے تو اس میں شاعر کو (نعوذ باللہ) اللہ رب العزت کی خطا نظر آتی ہے، جس نے شاعر کو اس دور میں پیدا نہیں کیا۔ اس کے علاوہ اگر غور کیا جائے تو کیا آپ ﷺ کے دور میں ابو جہل اور ابو لہب جیسے دشمنانِ اسلام بھی نہیں تھے؟ اگر وہ اس دور میں پیدا ہو کر بھی دشمنانِ اسلام کی صفوں میں ہوتا تو کیا ہوتا؟ اس مضمون میں بھی شرک کی لغزش کا پہلو نظر آتا ہے۔ اگرچہ یہ مضمون رشک کے زمرے میں آتا ہے، لیکن اس کے باوجود اس سے راضی بہ رضا کی نفی نظر آتی ہے۔ اس مضمون اور خیال کو اندازِ بیان تبدیل کر کے بھی پیش کیا جا سکتا ہے، جس سے کوئی لغزش کا پہلو نظر نہ آئے۔ علامہ محمد اقبال نے نظم "بلال" میں کتنی خوب صورتی سے اسی مضمون کو بیان کیا ہے۔

"ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری — کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا — خوشا وہ دور کہ دیدارِ عام تھا اس کا

اس شعر سے یثرب کے لفظ کی ممانعت کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ حدیثِ مبارکہ ہے کہ جو شخص ایک بار یثرب کہے اس کو استغفار کرنا ہو گا اور دس بار مدینہ کہنا ہو گا۔ اس کے باوجود بعض شعرا کے ہاں اس کا استعمال ملتا ہے۔ اس استعمال کی وجہ لاعلمی کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے؟

مولانا ڈاکٹر سید شمیم گوہر اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

> "بعض شعرائے متقدمین کی طرح لفظ یثرب کا استعمال امیر نے بھی کیا ہے جب کہ سختی سے پرہیز کرنا چاہیے تھا۔ ہجرت کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا نام طیبہ رکھا اور

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

یثرب جیسے منحوس نام کے بولنے کو منع فرمایا۔ ایسا لگتا ہے کہ اکثر شعرا اس تنبیہہ و تاکید سے لاعلم رہے ورنہ قصداً ایسی غلطی کی امید سمجھ نہیں آتی۔ لاعلمی ہی کی بنیاد پر یہی غلطی شہیدی، لطف، محسن کاکوروی اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال سے بھی سرزد ہوئی ہے۔ واضح ہو کہ یثرب اور طیبہ کا ایک ہی وزن ہے لہٰذا قارئین کو یثرب کی جگہ طیبہ ہی پڑھنا چاہیے۔ شرعی اور اعتقادی نکتہ نظر سے چوں کہ یہ تحریف و تبدیلی جائز و مستحسن ہے اس لیے اس میں کوئی قباحت نہیں۔" (۱۰)

اشعار میں بعض دفعہ وزن کی خاطر اس کا استعمال ہوا ہو گا، کیوں کہ مدینہ کا لفظ اس کا ہم وزن نہیں۔ اس کی بجائے طیبہ کا لفظ اس کا نعم البدل ہے اور شعرا کو لفظ طیبہ کے استعمال کی ترغیب ہونی چاہیے۔ اگر مزید غور و فکر کیا جائے تو دورِ حاضر کی اردو نعت میں ان بیان کیے گئے اصلاحی پہلوؤں کے علاوہ بھی کئی ایسے پہلو نکل سکتے ہیں، جن میں اصلاح کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ ان مباحث سے واضح ہے کہ شعرا کے ہاں نعت گوئی کے حوالے سے اصلاح طلب پہلو موجود ہیں لہٰذا شعرائے نعت کو نعت کہتے ہوئے بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ نعت میں سطحیت اور ذو معنی الفاظ کے استعمال سے پرہیز لازم ہونی چاہیے کیوں یہ اس ہستی کی مدحت ہے، جس کی مدحت خود اللہ رب العزت کرتا ہے۔ نعت ایک ایسا اعلیٰ اور عمدہ موضوع ہے جس کے لیے اعلیٰ وارفع مضامین کا استعمال بھی بے حد ضروری ہے۔ فکر و فن کے ساتھ الفاظ و معانی میں بھی احتیاط نعت گوئی کا خاصہ ہونا چاہیے۔ نعت میں کتاب و سنت کے منافی مضامین کی ہر صورت میں گنجائش نہیں ہے۔

نعت گو شاعر کے لیے مندرجہ ذیل نکات کو ذہن نشین رکھنا ہر حال میں ضروری ہے:

۱۔ نعت کہنا ایک تکلف اور روایت سے بڑھ کر ایک عبادت بھی، ورنہ نعتیہ اشعار قافیہ پیمائی کے علاوہ کچھ نہ ہوں گے۔

۲۔ نعت میں تخیلات سے زیادہ حقائق کو مدِ نظر رکھنا از حد ضروری ہے۔

۳۔ ممدوح کے خصائص لامحدود ہونے کی وجہ سے بہت کچھ کہنے کی گنجائش رہتی ہے۔

۴۔ نعت آپ ﷺ کی صفات شماری تو ہے، لیکن اس کے لیے بھی ایک قرینے کی ضرورت ہے۔

۵۔ تشبیہ و استعارہ کے استعمال کے ساتھ مبالغہ آفرینی میں عجز لازم ہے۔

۶۔ ایک ہی ہستی کی مدح سرائی میں مضامین کی یکسانی کے احتمال کے باوجود سلقیہ شعاری کی گنجائش لازم ہے۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

۷۔ مقصودِ نظر ہستی ایک بے مثال ہستی ہے اور اس کی مدح میں لکھا جانے والا کلام بھی ایسا ہو جو اس کے شایانِ شان ہو۔

۸۔ توصیفِ مصطفی ﷺ میں شریعت کے احکام کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے۔

شعرائے نعت کی اصلاح کے لیے چند گزارشات اور بھی ہیں کہ وہ موضوعات، افکار، خیالات، مضامین، تفکر، اظہار، زبان، ہیئت، اسلوب الغرض نعت کے تمام تر معنوی اور فنی جمالیات پر نظر رکھیں۔ جذبہ و خیال کی بلندی پر نعت کی اساس اٹھائیں۔ صحیح اور مستند معلومات سے کام لیں۔ قرآن و حدیث سے باخبر، شریعت و سنت سے آگاہی، شعر و ادب کے فنی نکات اور قرینہ و سلیقہ مندی کے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔ لوازماتِ نعت میں اس بات کا احساس رہے کہ جہاں آپ کی نعت جمال و کمالِ مصطفی ﷺ کی عکاس ہو وہیں آپ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ اور تعلیمات کی تبلیغ کا ذریعہ بھی ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو نعت شاعر کے قلم سے وارد ہو اس کے مضامین کا اطلاق اس کی اپنی ذات پر بھی ہو اور شاعر اپنی شعری صلاحیتوں کے علاوہ اپنی ذات سے بھی اس کا ثبوت پیش کرے اور سر تا پا پیکرِ انوار میں ڈھل جائے۔

حوالہ جات

۱۔ رشید وارثی، مقدمہ: اُردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، اپریل ۲۰۱۰ء، ص: ۱۷

۲۔ ادیب رائے پوری، مدارج النعت، کراچی، فروری ۱۹۸۶ء، ص: ۱۲

۳۔ قرآنِ پاک، سورہ توبہ: ۹

۴۔ رشید وارثی، اردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۹۸

۵۔ ایضاً، ص: ۲۱۰

۶۔ حلیم حاذق، اصولِ نعت گوئی، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۱۶ء، ص: ۷۹

۷۔ ایضاً، ص: ۱۰۸

۸۔ صبیح رحمانی، سید، مدیر: نعت رنگ شمارہ نمبر ۱، اپریل ۱۹۹۵ء، ص: ۲۰۷

۹۔ ایضاً، ص: ۱۳۹، ۱۴۰